مدیر کے نام

دانش یار، لاہور

'پنجاب میں تعلیم کس رُخ پر؟' (جنوری ۲۰۱۳ء) سے تازہ تعلیمی المیے کا علم ہوا۔ طارق محمود صاحب نے اپنی تحریر میں حکومت پنجاب کی ذہنی ظلمت کا تذکرہ کیا ہے۔ قائداعظمؒ اور علامہ اقبالؒ کے تصورات کے پیرو اب ملّی علم و اقدار کے انہدام کے لیے بگٹٹ دوڑ لگا رہے ہیں۔ ان کے اقدامات سے خصوصاً انگریزی کو پہلی جماعت سے رائج کرنے کی پالیسی سے واضح ہوگیا ہے کہ مسلم لیگ (ن) اپنے زیرحکمرانی خطے میں ایسے نوجوان پسند نہیں کرتی جو دستور کے آرٹیکل ۱، یعنی اسلامی جمہوریہ پاکستان کے نام کی لاج رکھنے کے لیے اپنے اندر اعمالِ حسنہ کے لیے کوئی تڑپ محسوس کرتے ہوں۔ آرٹیکل ۲ کے تحت قرآن وسنت کے خلاف کوئی پالیسی وضع نہ کرنے کا حلف یہ لوگ بھی اُٹھاتے ہیں، اور جب اسلامیات اور مطالعہ پاکستان کو غیراہم شمار کر دیا جائے تو نئی نسل کو اس نظریے اور جدوجہد کا کیسے علم ہوگا جو قیامِ پاکستان کا سبب بنی۔ اسلامی نظام کا نفاذ جن کا نصب العین ہے، ان کے لیے یہ ایک بڑا چیلنج ہے کہ وہ عوام کو 'دوکفِ جو' پر بکنے کی ہولناک آفات سے آگاہ کریں۔

عبدالرشید عراقی، گوجرانوالہ

'جنسی بے راہ روی: ایک چیلنج' (دسمبر ۲۰۱۲ء) میں دورِ حاضر کے جن مسائل کی نشان دہی کی گئی ہے، اس کا سبب اسلامی تعلیمات سے دُوری ہے، اور مغربی تہذیب وتمدن اختیار کرنا ہے۔ مغرب میں مقیم مسلمان خاندان جہاں مغربی تہذیب کا شکار ہوجاتے ہیں، وہاں ہمارا معاشرہ بھی اس سے متاثر ہونے لگا ہے۔ جنسی بے راہ روی سے بچنے کی واحد صورت یہی ہے کہ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اپنی اولاد کی تربیت کی جائے اور نام نہاد آزادی سے اجتناب کیا جائے۔

احمد علی محمودی، حاصل پور

'جنسی بے راہ روی: ایک چیلنج' (دسمبر ۲۰۱۲ء) جنسیت پر ایک طائرانہ تاریخی جائزہ اور انسانی زندگی میں جنسیت کی اہمیت وضرورت کے حوالے سے عمدہ تحریر ہے۔ اسلام نے جنسی زندگی کے حوالے سے جن ہدایات و رہنمائی کا اہتمام کیا ہے، اس کا مضمون کے آخر میں سرسری ذکر کیا گیا ہے۔ اگر جنس کے بارے میں اسلامی رہنمائی کے حوالے سے مفصل تحریر شائع کی جائے تو یقینا موجودہ دور میں سب کے لیے ہی مفید ہوگی۔

عبدالجبار بھٹی، پتوکی

'رسائل ومسائل' (دسمبر ۲۰۱۲ء) کے تحت لکھا گیا ہے کہ: شرعی پردے کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث نے قیامت تک کے لیے متعین کردیا جس میں آپؐ سیدہ عائشہؓ کو ہدایت فرماتے ہیں کہ جب ایک مسلمان بچی بالغ ہوجائے تو چہرے اور ہاتھ کے سوا تمام جسم ڈھکا ہوا ہو (ص ۱۰۱)۔ ان سطور سے پہلے جملے میں محض سرڈھانکنے کو حجاب قرار دیا گیا ہے۔ واضح رہے کہ مذکورہ حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ عائشہؓ کو نہیں، بلکہ حضرت اسماءؓ کو یہ ہدایت فرمائی تھی۔ حدیث کی راوی خود حضرت عائشہ صدیقہؓ ہیں۔ دوسری گزارش یہ ہے کہ مولانا مودودی سمیت علماے کرام کی ایک بڑی تعداد کی راے میں چہرے کا پردہ احکاماتِ پردہ میں سے ہے۔ لہٰذا کھلے چہرے کے ساتھ پردے کو 'شرعی پردہ' قرار دینا مناسب نہیں۔

محمد شکیل، ٹوبہ ٹیک سنگھ

انقلاب ایران کے وقت بھی یہ بتایا گیا کہ یہ خالص اسلامی انقلاب ہے اور آیت اللہ خمینی کے علاوہ سید مودودی اور علامہ اقبال کی تحریروں سے پھوٹا ہے لیکن کسی نے یہ نہیں بتایا کہ وہاں دیوانی، فوجداری، مالیاتی، تجارتی قوانین کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے کے لیے کیا کام ہوا ہے؟ نظامِ تعلیم اور ذرائع ابلاغ کو کس حد تک اسلامی اقدار سے ہم آہنگ کیا گیا ہے؟ پھر سوڈان کے عمرالبشیر کو مردِ مومن بنا کر پیش کیا گیا مگر اُس نے وہاں کی اسلامی تحریک کے جناب ڈاکٹر حسن ترابی کو نظر بند کردیا اور معاملات بہت دُور تک چلے گئے۔

اب ترکی کی حکومت کو 'رول ماڈل' بنا کر پیش کیا جا رہا ہے جسے خود نجم الدین اربکان مسترد کر چکے ہیں۔ کیا صرف گڈ گورننس کا نام ہی 'اسلامی حکومت' ہے؟ اگر یہی تصور ہے تو پھر برٹش انڈیا میں 'اسلامی حکومت' کہی جاسکتی ہے۔ مصر کی موجودہ حکومت پارلیمنٹ میں اکثریت رکھنے کے باوجود مصر کو 'اسلامی جمہوریہ' قرار نہیں دے سکی۔ اسے عبوری دور کی مجبوریاں تو کہا جاسکتا ہے، لیکن اسے 'رول ماڈل' قرار دے کر اپنانے کی تحریک چلانا سید مودودی کی فکر سے انحراف اور خوداعتمادی میں کمی کی دلیل ہے۔ کیا ہمیں اپنے 'نظریۂ انقلاب' پر یقین نہیں رہا؟ پاکستان، ترکی، مصر اور دیگر ممالک کے 'دستوری حالات' پاکستان سے یکسر مختلف ہیں۔ عبوری دور کو کس طرح رول ماڈل قرار دیا جاسکتا ہے۔

خبیب انس، کراچی

جن ممالک میں اسلامی نقطۂ نظر سے مثبت تبدیلی آئی ہے، ان کا تفصیلی جائزہ لینے کی ضرورت ہے تاکہ پاکستان کی تحریکِ اسلامی اپنے لیے درست رہنمائی حاصل کرے۔ ہر ملک کے اپنے مخصوص حالات اور پس منظر ہے اور اس کے مطابق طریق کار اپنانا ہی درست حکمت عملی ہے۔ لیکن ہماری معلومات کے لیے ہمارے 'تھنک ٹینکس' کے نمایندوں کو وہاں سال چھے ماہ کے قیام کے بعد معروضی مطالعے تیار کروانے چاہییں اور صرف سرخیوں اور اخباری رپورٹوں پر انحصار نہیں کرنا چاہیے۔